30

خدا کے لئے اپنے جذبات کی قربانی کرنا جسم اور آرام کی قربانی کرنے سے کم نہیں

(فرمودہ 24 دسمبر 1943ء)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

" ایک طرف میری آواز آج دور نہیں جاسکتی اور دوسرے مجھے ابھی معلوم ہؤا ہے کہ لاؤڈ سپیکر بھی خراب ہو گیا ہے جس کی وجہ سے اس سے فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا۔ دوستوں کو معلوم ہے کہ مَیں نے چند دن ہوئے اخبار میں اعلان کرایا کہ اس دفعہ سوائے ایسے لوگوں کے جن کو اللہ تعالیٰ نے اس قسم کی مقدرت بخشی ہو کہ وہ سفر کے لئے سہولت کے سامان مہیا کر سکتے ہوں یا سوائے ایسے دور کے علاقوں کے رہنے والے لوگوں کے جن کو قادیان آنے کا بہت کم موقع ملتا ہے باقی لوگوں میں سے کمزور، ضعیف، بچے اور عورتیں جہاں تک ہو سکے اس سال جلسہ سالانہ پر آنے کی کوشش نہ کریں کیونکہ بیماریاں تمام دنیا میں اور ہندوستان میں بھی پھیل رہی ہیں اور موسم بھی سخت خراب ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کسی حکمت کے ماتحت اس سال بارش بہت پیچھے ہو گئی ہے۔ اور پنجاب میں قحط کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں بنگال کے قحط زدگان کی امداد میں پنجاب نے بہت کم حصہ لیا ہے۔ مَیں نہیں کہہ سکتا یہ بات کہاں تک درست ہے۔ جہاں تک غلّہ کی فروخت کا سوال ہے گورنمنٹ ہند کہتی ہے کہ پنجاب گورنمنٹ

نے اس میں کافی حصہ لیا ہے مگر بہر حال دنیا میں پنجاب پر یہ الزام لگایا جارہا ہے۔ ممکن ہے اس میں کوئی صداقت ہو اور اللہ تعالیٰ پنجابیوں کو بتانا چاہتا ہو کہ قحط کی تکلیف کیسی سخت ہوتی ہے اور یہ کہ جو ہمسائیوں پر رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔ بہر حال بارش نہ ہونے کی وجہ سے گردوغبار اس کثرت سے اُڑ رہا ہے کہ اکثر لوگوں کو نزلہ، کھانسی اور اس قسم کی اور بیماریاں شدت سے لاحق ہو رہی ہیں۔ پھر اس دفعہ ریلوں کے متعلق بھی بہت دقت ہے اور سفر کی سہولتیں لوگوں کو میسر نہیں آسکتیں۔ ان حالات میں مَیں نے یہ اعلان کرنا مناسب سمجھا کہ جماعت کے دوست اس دفعہ اپنے نفسوں پر جبر کرتے ہوئے زیادہ تر کوشش یہ کریں کہ عورتیں اور بچے اور کمزور مرد جلسہ سالانہ پر نہ آئیں۔ سوائے ان کے جنہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے خاص سہولتیں میسر ہوں۔

مَیں جانتا ہوں کہ طبائع پر اس قسم کے اعلان کا بُرا اثر پڑتا ہے۔ یعنی وہ دکھ اور تکلیف محسوس کرتی ہیں کیونکہ جہاں عشق اور محبت ہو وہاں لوگ موت کی تکلیف بھی پسند کر لیتے ہیں مگر پیچھے رہنے کو پسند نہیں کرتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ایک دفعہ بہت ہجوم تھا اور لوگ مصافحہ کرنے کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اس وقت کسی دوست نے اپنے کسی عزیز سے پوچھا کہ کیا تم نے مصافحہ کر لیا ہے؟ اس نے کہا نہیں ہجوم بہت ہے۔ وہ کہنے لگا یہ دن پھر تمہیں کہاں نصیب ہوں گے جاؤ اور اگر تمہارے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں تب بھی ایک دفعہ مصافحہ ضرور کر لو۔ تو جہاں محبت ہوتی ہے وہاں لوگ اس قسم کی چیزوں کی پرواہ نہیں کیا کرتے۔ اور در حقیقت محبت کا پتہ ہی ایسی قربانیوں اور ایثار سے لگتا ہے۔ مگر جہاں محبت کرنے والے کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنی محبت کا اظہار کرے بلکہ اس نے کیا اظہار کرنا ہے محبت آپ اپنے وجود کو ظاہر کیا کرتی ہے۔ انسانی ارادے کا کوئی سوال ہی نہیں ہوتا۔ وہاں وہ لوگ جن کو خدا تعالیٰ نے ذمہ داری کے کام پر مقرر کیا ہؤا ہوتا ہے ان کا بھی فرض ہوتا ہے کہ ایسے دین کے شیدائیوں اور اس پر قربان ہونے والوں کی جانوں کی سوائے اس صورت کے کہ مذہب جانوں کو قربان کرنے کا مطالبہ کرے زیادہ سے زیادہ حفاظت کریں۔ پس جہاں مخلصین کے دلوں میں اس خواہش کا

پیدا ہونا ایک طبعی امر ہے کہ خواہ انہیں کس قدر قربانی کرنی پڑے انہیں اس مقدس تقریب پر حاضر ہونا چاہیئے۔ وہاں ہمارا بھی فرض ہے کہ جہاں ہم دیکھیں کہ اس قسم کی قربانی کا اسلام نے کافی طور پر مطالبہ نہیں کیا وہاں ہر مومن کی جان بچانے کی کوشش کریں۔

ابھی مَیں لاہور میں ہی تھا کہ وہاں مجھے معلوم ہوا کہ گورنمنٹ اپنی مجبوری کی وجہ سے اس دفعہ سپیشل ٹرینوں کا انتظام نہیں کر سکی اور مَیں نے خاص طور پر دوستوں کو ہدایت کی کہ وہ اخبار میں نمایاں طور پر اس کی اشاعت کرتے رہیں مگر میں دیکھتا ہوں کہ اس کی پوری اشاعت نہیں ہوئی۔ مَیں نے ایک افسر سے اس کا ذکر کیا تو اس نے کہا اس محبت کی وجہ سے جو لوگوں کو سلسلہ سے ہے وہ خود بخود اخلاص اور شوق سے آتے ہیں۔ میں نے اسے جواب دیا کہ جماعت کی زندگی کی یہی علامت ہے کہ دینی مواقع پر حاضر ہونے کے لئے وہ ہر ممکن قربانی کرے اور اسے اس راہ میں جتنی بھی تکلیف پہنچے اسے برداشت کرے۔ جب تک یہ مادہ جماعت میں نہیں پایا جاتا، جب تک یہ مادہ جماعت میں قائم نہیں رہتا اس وقت تک جماعت صحیح معنوں میں جماعت نہیں کہلا سکتی مگر جس طرح یہ ضروری ہے کہ جماعت کے تمام افراد میں قربانی اور اخلاص کا مادہ پایا جائے اسی طرح ہم لوگوں پر بھی یہ فرض عائد ہوتا ہے جن کو خدا تعالیٰ نے جماعت کی خدمت کے لئے مامور کیا ہے کہ ہم بھی یہ دیکھیں کہ کسی مومن کی جان بے فائدہ اور بے غرض ضائع نہ ہو۔ پس ذمہ داری صرف ایک حصہ پر نہیں بلکہ دوسرے حصہ پر بھی ہے۔ ایک حصہ پر یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ایک عاشق جانباز کی طرح اپنی جان قربان کرنے کے لئے ہر وقت آگے بڑھے اور دوسرے کا یہ فرض ہے کہ وہ عقل اور فہم سے کام لیتے ہوئے عشق کو ایسے رنگ میں ظاہر نہ ہونے دے کہ اس میں اسلام کا تو کوئی فائدہ نہ ہو اور مومنوں کی جانیں ضائع ہو جائیں۔ پس گو یہ بات احباب پر گراں گزری ہو گی مگر میں سمجھتا ہوں جن کے دلوں میں اخلاص اور محبت ہے اور جنہوں نے میرے اس حکم کی تعمیل کر کے تکلیف اٹھائی ہے اللہ تعالیٰ ان کو ثواب کے زیادہ موقعے بہم پہنچا کر ان کی اس کمی کو پورا کر دے گا اور ان کا میرے حکم کے ماتحت قادیان میں نہ آنا بھی زیادتی ایمان اور زیادتی اخلاص کا موجب ہو گا کیونکہ وہ اس لئے نہیں آئے کہ ان کا دل قادیان آنے کو نہیں چاہتا تھا بلکہ وہ

اس لئے رُکے کہ ان کے امام کی طرف سے جماعت احمدیہ کے افراد کی جانوں کی حفاظت کے لئے ایسا حکم دیا گیا تھا۔

میں سمجھتا ہوں یہی ایک حقیقی تعلق ہے جو اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان ہوتا ہے اور یہی ایک ذریعہ ہے جو انسانوں کے دلوں کو اطمینان اور یقین سے پُر رکھتا ہے مگر اللہ تعالیٰ جہاں ایک طرف مومنوں کو عاشقانہ قربانیوں کی طرف بلاتا ہے وہاں ایسی حالت پر بھی وہ ان کو قائم کرنا چاہتا ہے جہاں اطاعت اور فرمانبرداری کا جذبہ ان کے سارے جذبات پر غالب آجائے۔ وہ قوم جس میں یہ مادہ پایا جاتا ہے کہ وہ دین کے لئے اپنی جانیں قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتی۔ نہ اس کے مرد نہ اس کی عورتیں، نہ اس کے بوڑھے نہ اس کے بچے، نہ اس کے امیر نہ اس کے غریب اور پھر ساتھ ہی اس قوم میں یہ مادہ پایا جاتا ہے کہ وہ ایک آواز پر اٹھتی ہے، ایک آواز پر بیٹھتی ہے، ایک آواز پر بڑھتی ہے اور ایک آواز پر رکتی ہے وہی قوم خدا کی قوم کہلاتی ہے اور وہی قوم ایسی ہوتی ہے جس کے سامنے دنیا کی کوئی طاقت نہیں ٹھہر سکتی۔ وہ حلم اور انکسار میں کمزور ترین وجود نظر آتے ہیں اور دنیا ان کو دیکھ کر خیال کرتی ہے کہ ان کے پاؤں تلے چیونٹی بھی نہیں آتی۔ ان کے ہاتھ سے ایک مکھی بھی گزند نہیں پاتی مگر جب خدا کی آواز اس قوم کے کانوں میں پڑتی ہے وہ بھوکے شیر کی طرح دھاڑتی ہوئی دشمن پر لپکتی ہے اور جب تک خدا کے حکموں کو پورا نہیں کر لیتی اس کی حرکت میں سکون پیدا نہیں ہوتا۔ اس کا دل اطمینان نہیں پاتا۔ پس مَیں سمجھتا ہوں یہ قربانی جو دوستوں کو اس سال کرنی پڑی ہے یہ بھی ان کے ایمان کا ایک نمونہ اور ثبوت ہو گی۔ اور گو ہمارے قادیان کے بعض دوستوں پر یہ بات گراں گزر رہی ہے اور اس لئے میرے احکام کی اشاعت میں انہوں نے پورا حصہ نہیں لیا مگر بہرحال اس قسم کا حکم دینا میرے لئے ضروری تھا۔ وہ سمجھتے ہیں اگر جلسہ پر تھوڑے آدمی آئے تو لوگ کیا کہیں گے حالانکہ جو نادان اور اندھے ہیں ان کے کچھ کہنے یا نہ کہنے کا کوئی مطلب ہی نہیں ہو سکتا۔ اور نہ وہ کوئی ایسی حیثیت رکھتے ہیں کہ ان کی بات کی طرف توجہ کی جائے مگر جن کی آنکھیں ہیں اور جنہیں خدا تعالیٰ نے سمجھنے والا دل دیا ہے وہ کہیں گے دیکھو اس قوم کو کہ جب اسے حکم دیا جاتا ہے بڑھو تو یہ بڑھتی ہے اور جب اسے حکم دیا جاتا ہے

کہ ٹھہرو تو یہ ٹھہرتی ہے۔ پس یہ چیز ان کے ایمانوں کو بڑھانے کا موجب ہو گی بجائے اس کے کہ ان کے دل میں کوئی اعتراض پیدا ہو۔

باقی مجھ سے بعض دوستوں نے دور سے آنے والوں کے متعلق پوچھا کہ کیا ہم تاریں دے کر ان کو روک دیں۔ میں نے انہیں کہا کہ نہیں دور سے آنے والے پہلے ہی مستثنیٰ ہیں۔ اس لئے جن کو توفیق ہو اور جنہیں سفر کی سہولتیں میسر ہوں وہ اس موقع پر آ سکتے ہیں۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے پاس کافی روپیہ ہوتا ہے اور اس وجہ سے انہیں سفر میں بھی اتنا آرام رہتا ہے جتنا عام لوگوں کو حضر میں میسر نہیں آتا۔ ایسا شخص اگر آتا ہے تو وہ اس قسم کی تکلیف نہیں اٹھاتا جو اس کی صحت اور اس کی جان کے لئے خطرہ کا موجب ہو۔ اگر واقع میں ایسے لوگوں کے دلوں میں اخلاص ہو گا تو خدا تعالیٰ ان کو یہاں آنے کی توفیق دے دے گا اور وہ اس جلسہ میں شمولیت سے محروم نہیں رہیں گے۔ میری ہدایت صرف ایسے لوگوں کے لئے ہے جو کمزور، ضعیف اور ناطاقت ہیں اور جن کے لئے سفر کرنا ناقابلِ برداشت ہو جاتا ہے۔ خصوصاً ایسے حالات میں جیسے آجکل پیدا ہیں۔ دوستوں کو معلوم ہے کہ قادیان آنے کے لئے صرف دو ٹرینیں مقرر ہیں اور ان کے اوقات بھی اس قسم کے ہیں جو آرام دہ نہیں۔ ایک گاڑی تو دوپہر کو آ جاتی ہے مگر دوسری گاڑی رات کے گیارہ بجے بلکہ بعض دفعہ ایک اور دو بجے آتی ہے۔ بہر حال گورنمنٹ کا فعل کسی شکایت کا موجب نہیں۔ جہاں تک ہماری جماعت کے لئے حکام انتظام کر سکتے تھے وہ انہوں نے کیا اور ہم ہر صورت میں ان کے ممنون ہی ہیں۔

اب مَیں خطبہ کو ختم کرتے ہوئے دوستوں سے یہ خواہش کرتا ہوں کہ وہ عورتیں، بچے اور ضعیف مرد جو میری ہدایت کے ماتحت پیچھے رہے ہیں دوستوں کو چاہیئے کہ تمام جلسہ بھر ان کے لئے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے جذبات کی اس قربانی کو قبول فرمائے اور اس ثواب میں انہیں شریک کرے جو اس جلسہ میں شامل ہونے کی وجہ سے ہمارے لئے مقدر کیا گیا ہے کیونکہ ہر شخص جو خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنے جذبات کی قربانی کرتا ہے وہ اس سے کم نہیں جو اپنے جسم اور آرام کی قربانی اس کے لئے کرتا ہے۔"

(الفضل 5 فروری 1944ء)